خطباتِ عثمانی

شیخ الاسلام
علامہ شبیر احمد عثمانی
کے مِلی اور سیاسی خطبات

نظریہ پاکستان کی
انسائیکلوپیڈیا



مرتبہ: پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی

پبلشرز: نذر سنز ۲۲۱ سرکلر روڈ، لاہور

خطباتِ عثمانی

Acc. No - 8923

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی

کے

ملی، سیاسی اور نظریۂ پاکستان سے متعلق عالمانہ خطبات، مکتوبات اور
مکالمات کا مکمل مجموعہ

مرتبہ

پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی

ناشر
نذر سنز
۲۲۱ سرکلر روڈ، اردو بازار

TOOBAA-LIBRARY-RAWALPINDI

کی راہ میں جانبازی اور سرفروشی اور اعلائے کلمۃ اللہ اور نزال عن الاسلام والمسلمین کے وظیفہ سے تقریباً محروم ہوا لیکن یاد رکھئے کہ یہ دینداری انگریزی حکومت کی برکات میں شمار نہیں ہو سکتی۔ بلکہ چند ایسے نفوس قدسیہ کی صرف ہمت اور بذلِ قوت کا نتیجہ ہے جو اس سرزمین میں ہماری خوش قسمتی سے پیدا ہوئے اور جنہوں نے اپنی نہایت ہی خدا داد قابلیت اور حانی طاقت اور حیرت انگیز جرأت سے نصاریٰ اور متنصرین کے اثر کا مقابلہ کیا۔ ان ہی مقدس بزرگوں میں حضرت الشیخ الاجل مولانا حاجی امداد اللہ قدس سرہ تھے جنہوں نے آخر کار انگریزی حکومت کے دائرہ سے نکل کر حرم شریف کو اپنا مسکن بنایا اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ روحہ تھے جو ایک مدت تک انگریزی حکومت کے احکام گرفتاری کے چکر میں نانوتہ اور دیوبند کا گشت لگاتے رہے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ روحہ تھے جنہوں نے انگریزی حکومت کی برکات کو محسوس نہ کر کے مہینوں تک موالات کی کوٹھڑی میں رہنا پسند کیا۔ اور اب سب سے آخر میں وحید العصر حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی ہیں جن کی درد انگیز داستان آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

نہایت قلق سے کہنا پڑتا ہے کہ ان سب بزرگوں کو جن کے دم سے ہندوستان میں یہ دینداری پھیلی۔ انگریزی حکومت کی وہ برکات محسوس نہ ہو سکیں جن کا ہمارے دوست اس شد و مد کے ساتھ دعویٰ کر رہے ہیں۔ شاید ان کا یہ دعویٰ بھی انگریزی حکومت کے برکات میں سے ایک برکت ہو۔

مسلمان اپنے شعائر کیوں نہیں اختیار کرتے

بہت سے علماء کو یہ شکایت ہے کہ "مسلمان خطاب واپس کرتے اور ملازمتیں چھوڑتے ہیں مگر وہ الحاد و زندقہ، فسق و فجور، حب دنیا، حب جاہ اور کفار کے وہ اوضاع و اطوار نہیں چھوڑتے جو انہوں نے یورپ سے لئے ہیں اور جو کہ حقیقتاً موالات ہیں پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس موالات کو سب سے پہلے چھوڑیں اور اپنی صورت، اپنا لباس، اپنی معاشرت،" اپنے خیالات اسلامی طریقوں پر بنائیں اور اوضاع و اطوار کفار اور اُن کے خیالات سے پرہیز کریں کانفرنسوں اور کمیٹیوں کے جلسوں کی ہیئات کذائی میں یورپ کی نقل اُتارنا اور اُن کے طرز پر استقبال اور آرائشیں اور ریزولیوشن وغیرہ پاس کرنا، ڈاڑھیاں منڈانا، مونچھیں بڑھانا، انگریزی کوٹ پتلون وغیرہ پہننا یا ہندوانہ صورتیں بنانا، صوم و صلوٰۃ وغیرہ کا پابند نہ ہونا بلکہ اُس کا استہزاء کرنا، اپنی نجی مجالس میں بے ضرورت انگریزی بولنا یہ سب اوضاع و اطوار کفار میں داخل ہیں (اگرچہ موالات کا مفہوم ان میں منحصر نہیں) اور یقیناً علماء کا فرض ہے کہ وہ ترکِ

موالات کے نظامِ عمل میں ان چیزوں کو مقدم رکھیں لیکن یہ معنی نہیں کہ علماء کی کوشش محض ان ہی مفاسد کی اصلاح تک محدود ہو جائے اور وہ کسی ایسے اسلامی مسئلہ میں دخل نہ دیں۔ جس میں گورنمنٹ کی طرف سے کسی قسم کے خطرہ کا امکان ہو۔

مسلمانوں کا ہنود کے ساتھ ملکر غیر اسلامی شعائر کرنا

بہت سے خیر خواہ ہندو مسلم اتفاق کے عواقب کے بعد عوام الناس اور بعض لیڈروں کی اُن غلط کاریوں پر متنبہ فرما رہے ہیں جو اس اتفاق کے جوش سے پیدا ہوئی ہیں مثلاً قربانی گاؤ میں بعض جگہ تشدد و مزاحمت کیا جانا یا قربانی کے جانور کو سجا کر رضا کاراں خلافت کا گؤشالہ میں پہنچانا یا قشقہ لگانا، یا ہندوؤں کی ارتھیوں کے ساتھ خصوصاً "رام رام ست" کہتے ہوئے جانا، یا یہ کہنا کہ امام مہدی کی جگہ امام گاندھی تشریف لائے ہیں یا یہ کہ اگر نبوت ختم نہ ہو گئی ہوتی تو مہاتما گاندھی ہی نبی ہوتے۔ یا قرآن و حدیث میں بسر کی ہوئی عمر کو نثار بت پرستی کرنا یا یہ دعا کرنا کہ اگر میں کوئی مذہب تبدیل کروں تو سکھوں کے مذہب میں داخل ہوں وغیرہ وغیرہ۔

جواب

بلا شبہ میں بھی جب اپنی قوم کے بڑے سربرآوردہ افراد کو سنتا ہوں کہ وہ اس قسم کے محرمات یا کفریات کے مرتکب ہوتے ہیں اور وہ باتیں زبان سے بیدھڑک نکال دیتے ہیں جن کو سنکر ایک سچے مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو میرا دل پاش پاش ہو جاتا ہے اور قصد کرتا ہوں کہ اس طوفان بے تمیزی کا روکنا جب اپنی قدرت میں نہیں تو ان معاملات سے بالکل یک سوئی بہتر ہے۔

مگر پھر شیطان اخرس اور لجاما لنار والی وعیدیں یاد آتی ہیں اور فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ امید کی ایک جھلک پیدا کرتی ہے۔ تو ناچار یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ جب بھی ہو اپنے خیالات مسئلہ کے ہر ایک پہلو پر واشگاف طریقہ سے ظاہر کر دینے چاہئیں۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر یا ملال

اگر حضرات علماء نے ادھر توجہ نہ کی یا باوجود علماء کی کوشش بلیغ کے اُن حد سے گذری ہوئی خرابیوں کا کوئی انتظام نہ ہوا تو عجب نہیں کہ بہت سے نیک نیت لوگ ان مجالس اور تحریکات کی شرکت سے بد داشتہ خاطر ہو جائیں اور اس تحریک ترکِ موالات کو بڑا صدمہ پہنچ جائے۔

افراط و تفریط سے یکسوئی

میری درخواست یہ ہے کہ سب علماء افراط و تفریط سے خالی ہو کر مصالح اسلامیہ کی حمایت اور مفاسد عامہ کا استیصال پوری طاقت کے ساتھ کریں اور کسی معاملے میں صرف ایک ہی طرف نہ جھک پڑیں کہ اس وقت

اس موقعہ پر کہا گیا کہ عیسائی ہمارے ساتھ ہو جائیں گے علامہ عثمانی نے فرمایا کہ یہ عجیب بات ہے کہ جب پاکستان کا فارمولا سامنے آتا ہے تو عیسائی مسلمانوں سے علیحدہ غیر مسلم بلاک میں شمار کئے جاتے ہیں اور جب جمعیۃ العلمائے ہند کا (مقدس) فارمولا پیش کیا جاتا ہے تو وہی عیسائی (گویا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں اور) مسلمانوں کے ساتھ میں شمار کئے جانے لگتے ہیں اصل یہ ہے کہ غیر مسلم سب کے سب بہر صورت ایک ہی شمار ہونگے (الکفر ملۃ واحدۃ) اور خالص مسلمانوں کی بات [illegible] کے تحت [illegible] مسئلہ پر غور کرنا چاہیئے۔ وفد جمعیۃ العلماء نے آخر کار اس کو تسلیم کر لیا۔

اگر پاکستان ہندو کیلئے مفید ہے تو وہ اس کی مخالفت کے لئے اسقدر مضطرب کیوں ہے؟

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ آپ کا یہ دعویٰ کہ پاکستان قائم ہونے میں سراسر مسلمانوں کا نقصان اور ہندوؤں کا فائدہ ہے۔ اگر صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کیا آپ یہ بتلا سکتے ہیں کہ ہندو پاکستان سے پھر کیوں اس درجہ مضطرب و مخالف اور اس کی انتہائی مخالفت پہ تلا ہوا ہے کیا آپ باور کر سکتے ہیں کہ ہندو پاکستان کی مخالفت محض اس لئے کر رہا ہے کہ اس میں مسلمانوں کا نقصان ہے اور وہ کسی طرح بھی مسلمانوں کا نقصان دیکھنے کو تیار نہیں ان کا تو اعلان یہ ہے کہ جو جماعت یا جو شخص بھی پاکستان اور مسلم لیگ کے خلاف کھڑا ہو گا کانگریس اس کی ہر طرح امداد کرے گی۔

(اس وعدہ کا تعلق کسی خاص شخص سے نہیں کانگریس کے پورے ادارے سے ہے) اور ان کا قول ہے کہ پاکستان ہماری لاشوں پر ہی بن سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ آخر یہ پُر زور اور انتہائی مخالفت کیوں ہے۔ اس کے جواب میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ ان کی کوئی مصلحت ہوگی لیکن اس کا کوئی معقول جواب نہیں دیا گیا اور بار بار اس پہلو سے گریز کیا جاتا رہا۔

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ اس کی جو کچھ بھی مصلحت ہو آخر آپ حضرت نے بھی کچھ غور کیا کہ وہ مصلحت کیا ہو سکتی ہے میرے نزدیک تو اس کی مخالفت کی وجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ انگریزی حکومت تو سردست اور برقائم ہے جسے آپ خود شروع میں تسلیم کر چکے ہیں۔ ہندو یہ چاہتا ہے کہ انگریزی حکومت کے زیرِ سایہ دس کروڑ مسلمانوں میں سے ایک شخص کی گردن پر سے بھی ہندو اکثریت کا جُوا کبھی اور کہیں اُترنے نہ پائے اور اس طرح مسلمان ہمیشہ انگریز اور ہندو کی ڈبل غلامی میں باختیار خود پستے رہیں۔

علامہ عثمانی نے کئی بار اس چیز کو ان لوگوں سے پوچھا مگر ادھر سے کوئی شافی جواب ہاتھ نہ آیا اس کے بعد جمیعۃ العلماء ہند کے وفد کی طرف سے کہا گیا کہ اچھا اگر پاکستان بن جائے تو تین کروڑ کی مسلم اقلیت ہندو صوبوں میں رہے گی۔ [illegible] کی حفاظت کا کیا انتظام ہوگا۔

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ ان کے لئے معاہدات ہونگے ان ہی معاہدات کے تحت مسلم اقلیت ان کے ہاں اور ہندو اقلیت ہمارے یہاں رہے گی۔ اور ہر ایک کا ہاتھ ایک دوسرے کے تلے دبا رہے گا۔ آخر اکھنڈ ہندوستان میں دس کروڑ مسلمانوں کی حفاظت کس طرح ہوگی۔ اس کے بعد مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب نے موضوع گفتگو بدل کر کہا

علی گڑھ کالج پر اتہام

اجی حضرت یہ علی گڑھ کے نیچری، علماء کے وقار کے دشمن ہیں یہ لوگ اگر مسلمانوں کے رہنما بن گئے تو دین برباد کر دیں گے، علماء کو مٹا دیں گے۔ اسی سلسلہ میں ان بدتمیزیوں کا بھی ذکر کیا گیا۔ جو بعض مقامات میں مولانا حسین احمد صاحب کے ساتھ کی گئی تھیں۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی کہا کہ مسلم لیگ راجاؤں، نوابوں، خطاب یافتہ لوگوں کی جماعت ہے سر فیروز خاں نون کے متعلق فرمایا کہ وہ حکومت کے اشارہ سے مستعفی ہو کر مسلم لیگ میں داخل ہوئے ہیں اور وہ کھلے طور پر سرکاری آدمی ہیں۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ سر فیروز خاں نون کے متعلق میں بحث نہیں کرتا۔ آپ جو جی چاہے کہیں لیکن مسٹر جناح کے متعلق کبھی میرا یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ سرکاری آدمی ہیں یا وہ کسی لالچ یا دباؤ میں آسکتے یا کسی قیمت پر خریدے جا سکتے ہیں۔

مولانا احمد سعید صاحب کے اس کہنے پر کہ علی گڑھ کے تعلیم یافتہ اور دوسرے بعض فرقے یا علماء کا اقتدار مٹانا اور دین کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ علامہ عثمانی نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو مشکلات ہوئیں۔ ان کا حل آپ کے ذہن میں کیا ہے۔ وہ بھی تو فرمائیں۔ اس پر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور خاموشی سی طاری ہو گئی پھر وفد کی طرف سے کہا گیا کہ حضرت آپ ہی فرمائیں کیا حل ہے۔ حضرت علامہ نے فرمایا کہ یہ بھی خوب رہی مشکلات تو بیان فرمائیں آپ اور حل بتاؤں میں۔ آخر آپ نے بھی تو کچھ اس کا حل سوچا ہوگا۔

علما کی مشکلات کا حل علامہ عثمانی کی طرف سے

علامہ عثمانی نے فرمایا کہ اچھا لیجئے میں ہی اس کا حل عرض کرتا ہوں۔ میرے نزدیک اس کا حل صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ سب حضرات مل کر مسلم لیگ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیں۔ ایک ایک دو مہینے دورہ کر کے تین چار لاکھ دو دو آنہ والے ممبر مسلم لیگ کے بھرتی کرائیں۔ جب ہمارے ہم خیال ممبران کی اتنی بھاری تعداد مسلم لیگ میں داخل ہو جائے گی تو پھر ہم عوام کے ذریعہ سے جو مفید صورت مسلمانوں کے لئے ہوگی بہ آسانی بروئے کار لا سکیں گے۔ کیا ہمارا اثر عوام پر اتنا بھی نہیں کہ ہم دو چار لاکھ ممبر

بھرتی کرا سکیں گے۔ میں اس کے لئے تیار ہوں کہ آپ حضرات کے ساتھ مل کر اس کام میں حصہ لوں میرے نزدیک تو اصلاح کی یہی بہترین شکل ہے۔ اس پر مولانا احمد سعید صاحب نے فرمایا کہ یہ تو صحیح لیکن جب ہم لوگ ایسا کریں گے تو یہ راجے مہاراجے نواب اور سر مسلم لیگ سے علیحدہ ہو کر دوسری مسلم لیگ بنالیں گے۔ علامہ عثمانی نے فرمایا کہ اگر وہ نئی مسلم لیگ بنا ہی لیں گے تو اس سے کیا ہوگا عوام کی طاقت تو ہمارے ہی ساتھ رہے گی (سر شفیع مرحوم نے بھی تو ایک زمانہ میں شفیع لیگ بنائی تھی لیکن اس کا حشر کیا ہوا۔ جب شفیع صاحب رحلت کر گئے ان ہی کے ساتھ ان کی لیگ بھی ختم ہوگئی اور رابطہ عوام وہ کبھی بھی پیدا نہ کر سکے)

رہا ان بدتمیزیوں کا قصہ جو آپ کے ساتھ ہوئیں اس کے متعلق آپ کو معلوم ہے کہ میں نے جو پیغام جمعیۃ العلماء اسلام کے اجلاس کلکتہ کے موقع پر بھیجا تھا اس میں صاف طور سے لکھ دیا تھا کہ یہ پرلے درجہ کی شقاوت و حماقت ہے کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا جائے یا مولانا حسین احمد وغیرہ کے ساتھ کوئی ناشائستہ سلوک کیا جائے۔

انگریزی خواں طلباء کی شکایت کرنے سے پہلے طلباء دار العلوم دیوبند کی اصلاح کیجئے

اس موقعہ پر مجھے ایک بات کہنی پڑتی ہے وہ یہ کہ جن انگریزی خواں طلباء کے رویہ کی شکایت فرما رہے ہیں وہ نہ تو آپ کے مرید ہیں نہ شاگرد۔ نہ انہوں نے کسی دینی ماحول میں تربیت پائی ہے (اور سمجھتے یہ ہیں کہ آپ مسلم قوم کو ہندوؤں کی دائمی غلامی میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں) اس کے مقابلہ میں جو عربی مدارس کے طلباء آپ کے شاگرد آپ کے مرید اور دینی ماحول بلکہ مرکز دین و اخلاق میں تربیت پانے والے ہیں ذرا ادھر بھی تو دیکھئے کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے

دار العلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات، اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو ابو جہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا آپ حضرات نے اس کا بھی کوئی تدارک کیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت دار العلوم کے تمام مدرسین، مہتمم اور مفتی سمیت (باستثناء ایک دو کے) بالواسطہ یا بلا واسطہ مجھ سے تلمذ رکھتے تھے۔ دار العلوم کے طلباء نے میرے قتل تک کے حلف اٹھائے اور وہ فحش اور گندہ مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری ماں بہنوں کی نظر پڑ جاتی تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جاتیں۔ کیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ملامت کا کوئی جملہ کہا۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے لوگ ان کمینہ حرکات پر خوش ہوتے تھے۔

حریت اخبار کے علامہ عثمانی پر رکیک حملے

"حریت" اخبار دہلی (زیر ادارت عزیز حسن بقائی) آج کل جو میری ذاتیات پر نہایت رکیک مضامین لکھ رہا ہے کیا آپ حضرات میں سے کسی نے اس پر بیزاری کا اظہار کیا۔ اس پر سب کی آنکھیں شرم سے جھکی ہوئی تھیں۔

مولانا احمد سعید صاحب نے اتنا فرمایا کہ اجی حضرت عزیز حسن بقائی[1] تو ہمیشہ اسی قسم کی بیہودہ بکواس کیا کرتا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں۔ علامہ عثمانی نے فرمایا اس وقت تو وہ آپ کی حمایت اور ہمنوائی میں سب کچھ کہہ رہا ہے۔ گو مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ایک زمانہ میں اس نے آپ صاحبان کو بھی بُری طرح مجروح کیا تھا۔ لیکن دکھلانا صرف یہ ہے کہ آپ حضرات نے کبھی اس قسم کی چیزوں سے جو ہمارے متعلق کہی گئیں، اظہار بیزاری نہیں کیا نہ کسی پر ملامت کی۔ ہم نے تو یہ کیا کہ ہم موقع ملنے پر ایسے امور سے پوری قوت کے ساتھ اظہار بیزاری کرتے رہے۔

فرقِ عمل

محلہ کسرول مراد آباد کے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ کیا مولانا حسین احمد صاحب اور مفتی کفایت اللہ صاحب آپ کے نزدیک محض ذاتی مفاد کے لئے ہندوؤں کا ساتھ دے رہے ہیں یا ان کا اتباع بے دینی اور کفر ہے یا وہ اپنے استاد کے مسلک سے ہٹ گئے ہیں؟

میں نے جواب میں لکھا کہ میرے خیال میں ہی نہیں آسکتا کہ یہ حضرات محض ذاتی مفاد کے لئے ایسا کریں وہ اپنے نزدیک جو حق سمجھتے ہیں کر رہے ہیں۔ اور اسی کو اپنے استاد کا مسلک سمجھتے ہیں۔ باقی یہ لازم نہیں کہ جو ان کا خیال ہے وہ واقع میں صحیح ہو۔ نہ ان کی تقلید دوسروں پر واجب ہے۔ امور مذکورہ کا تذکرہ میں نے اس لئے نہیں کیا کہ مجھے کوئی انتقام لینا مقصود نہیں ہے میں تو بہر صورت ایسے امور کو برا سمجھتا ہوں۔ دکھلانا صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنی بساط کے موافق اس قسم کے امور کو روکنے کی ہمیشہ سعی کی۔

مولانا مدنی کا پاکستان کے خلاف ایک استدلال

(اور)

علامہ عثمانی کی طرف سے اس کا مسکت جواب

آخر گفتگو میں مولانا حسین احمد صاحب مدنی نے اپنی جیب سے دو تین کالم کا ایک مضمون نکال کر

[1] عزیز حسن بقائی دہلی کی مشہور صحافی شخصیت جس کی زبان اور قلم تہذیب کا دامن چھوڑ کر گندہ زبانی پر معروف ہے (باقی ص۱۰۳ پر دیکھئے)

ایڈیٹر عصر جدید کلکتہ کا نوٹ

اس پیغام کو عصر جدید اخبار کلکتہ نے شائع کیا اور اس کے اول میں حسب ذیل نوٹ لکھا ہے
"ذیل میں ہم آج حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ (رحمۃ اللہ علیہ) کا روح پرور پیغام درج کرتے ہیں جو کل ہند جمعیۃ العلماء اسلام کے اجلاس کلکتہ میں پڑھ کر سنایا گیا اور جسکی خالص اسلامی روح اور دلنشیں نکات زبردست دلائل اور سچے مسلم دل سے نکلی ہوئی اپیل ہزاروں ہزار شرکائے اجلاس کے دل و دماغ پر چھا گئی۔ پیغام سنائے جانے کے وقت اس عظیم الشان مجمع کی محویت کے نظارے میں جو حلاوت ایمانی خود اس اجتماع عظیم کے ہر ہر فرد نے محسوس کی اس کا اندازہ کوئی بیان کرنے والی زبان بیان نہیں کر سکتی۔ ٹھیک ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ برسوں اور مدتوں کی سوکھی اور پیاسی زمین پر بڑی امید، بڑے انتظار اور بڑی تمنا کے بعد غیر متوقع طور پر یکبارگی باران رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔ ہم اس پیغام کو درج کرتے ہوئے مسلمانان ہند سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اسکو بار بار پڑھیں دوستوں کو سنائیں اور اس پمفلٹ کو اس ذیلی براعظم کے طول و عرض اور شمال و جنوب کے گوشے گوشے میں ہر ہر مسلم گھر میں پہنچا کر دم لیں۔ (عصر جدید کلکتہ مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

اس پیغام کے بعد علامہ عثمانی مسلم لیگ اور نظریۂ پاکستان کی حمایت میں اور آگے بڑھے اور مسلم لیگ کے خلاف جو فتویٰ یا اعلان کسی صاحب کی طرف سے شائع ہوتا اس کا مدلل اور مسکت جواب دیتے۔ اگلی سطور میں ایسے ہی ایک فتوے کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

جمعیت العلمائے ہند کے ایک جلیل القدر عالم کا فتویٰ

مسلم لیگ میں شرکت حرام ہے

جمعیۃ العلمائے اسلام کلکتہ کے اجلاس کی شہرت ہو چکی تھی۔ جمعیۃ العلماء ہند دہلی نے اسکے مضرات کو سمجھ لیا تھا اس لئے ان میں سے ایک جلیل القدر عالم نے اجلاس کلکتہ کے دوران ایک فتویٰ جاری کیا جس میں مسلم لیگ میں شرکت کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ نیز اس فتوے میں قائد اعظم کو "کافر اعظم" کا لقب دیا گیا تھا۔ یہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو دہلی سے جاری ہوا

علامہ عثمانی کا جواب

علامہ عثمانیؒ نے مذکورہ بالا فتوے کا حوالہ دیتے ہوئے اس کا جواب حسب ذیل الفاظ میں دیا۔
"(مولانا) مسلم لیگ کی شرکت کو احکام شریعت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے اس کے کیا دلائل شرعیہ پیش کئے ہیں۔ محض کسی عالم کے اتنا کہہ دینے سے کہ فلاں چیز ناجائز ہے دوسرے علماء کیسے ساکت ہو سکتے ہیں۔ دلائل سامنے ہوں تو ان پر کچھ کہا جائے۔ مجھے تو عدم جواز کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ غلطیاں اور کوتاہیاں کس جماعت اور کس شخص سے نہیں ہوتیں۔ ہمارے بڑے بڑے مقدس ادارے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ لیکن یہ چیز اس کا سبب نہیں بن سکتی کہ ادارے میں شرکت ہی حرام ہو۔ درانحالیکہ اس کے فوائد اور منافع اس کے مضار اور نقصانات سے زائد ہوں۔

مسلم قوم کی مستقل ہستی لیگ نے منوائی

میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تمام امور سے قطع نظر کر کے اگر لیگ کے وجود سے اتنا کام ہو گیا کہ مسلم قوم کی مستقل ہستی اور اس کی غیر مخلوط صاف آواز ہر انگریز اور ہندو دونوں کے نزدیک تسلیم کر لی گئی اور تھوڑی سی مدت میں بدون بہت زیادہ نقصان اٹھائے دنیا نے ہندوستان کے اندر ایک تیسری طاقت کے وجود کا اعتراف کر لیا بلکہ لیگ اور کانگریس کو صلح یا جنگ کے ہر معاملے میں ایک ہی صف میں دوش بدوش کھڑا کیا جانے لگا تو کیا یہ فائدہ شرعی اور سیاسی نقطۂ نظر سے کچھ کم ہے؟"

(شائع شدہ رہبر دکن حیدرآباد مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

شبیر احمد عثمانی

اس جواب سے جمعیۃ العلماء ہند دہلی کے ایک جلیل القدر عالم کے لیگ میں شرکت کو حرام قرار دینے کا مسلمانان ہند پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ بلکہ علامہ عثمانی کی تحریروں نے ہی مسلمانوں کو مسلم لیگ کی طرف کھینچ لیا یعنی وہ مسلمان جو اب تک شرعی حیثیت سے مسلم لیگ میں شرکت کرنے سے تذبذب میں تھے ان کا تذبذب جاتا رہا۔

مرکزی اور صوبائی الیکشن

ان سرگرمیوں اور کشاکشوں کی وجہ اور دونوں طرف سے زور لگانے کا سبب آئندہ آنے والے مرکزی اور صوبائی انتخابات بھی تھے ان انتخابات میں اگر مسلم لیگ کے نمائندے کامیاب ہو کر نہیں آتے تو کانگریس کے ہندو ہمیشہ کے